

صحیح مسلم کی ایک حدیث کا تعلیلی و تحقیقی جائزہ

Explanatory and Research Overview on a Hadith of "Sahih Muslim"

حافظ مسعود قاسم ☆

ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر ☆☆

Abstract

The word "illat" is derived from "illah" which means "hidden fault or illness". In the field of Hadith, "illat" means such a hidden fault, if this fault is proved in sanad (Channel of Transmitters) and Matan (Text), that particular hadith is called "Zaeef". This fault is well acquainted only to the experts of Hadith.

In the present research paper the authors have pointed out the concept of Imam Hakim who pointed out various such points as "illat" is existed there. Imam Hakim has claimed "illah" (hidden fault) in the following Hadith where as various researches of Muhaddiseen prove that there is no "illat" (hidden fault) is found in this Hadith. Therefore this Hadith is Sahih & Correct one.

حدیث

حدثنا محمد ابن مهران الرازی قال نا الولید بن مسلم قال نا الاوزاعی عن قتادة انه كتبت اليه يخبره عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم و ابي بكر و عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم في اول قراءة ولا في آخره۔

☆ ليكچر رشعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف ایگریکلچر، فیصل آباد، پاکستان۔

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر (ر) جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

علت حدیث

محدثین کی اصطلاح میں عام طور پر علت حدیث سے ایسے غامض اور خفی اسباب مراد لئے جاتے ہیں جو حدیث کی صحت میں قادح ہوں، باوجود اس کے کہ حدیث ظاہری طور پر اس سے صحیح و سلامت ہو، اور اس میں ظاہری طور پر جرح کا کوئی دخل نہ ہو۔ اور ان اسباب سے ایسی صحیح سند کی طرف رسائی حاصل ہو جائے جس کے رجال ثقہ ہوں اور وہ (سند) شروط صحت کی جامع ہو^(۱)۔

پس ثابت ہوا کہ جس حدیث میں علت پائی جائے اسے "معلل" یا "معلول" کہا جاتا ہے۔

معرفت علل حدیث کا علم

یہ علم، صحیح و سقیم اور جرح و تعدیل کے علم کے علاوہ ایک مستقل علم ہے^(۲)۔

یہ علم، علم حدیث میں نہایت دقیق اور مشکل سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے وفیات و موالید اور لقاء و عدم لقاء کی معرفت پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ طرز حدیث اور رواۃ حدیث کے اختلاف اور ان کے ضبط و اتقان سے خوب باخبر ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے محدثین کہتے ہیں کہ یہ فن، علوم حدیث میں نہایت دقیق اور مشکل ترین ہے، بلکہ ان علوم کا سردار اور سب سے زیادہ شرف و فضیلت والا ہے۔ اس علم پر صرف وہی لوگ قدرت حاصل کر سکتے ہیں جو حفظ حدیث اور اطلاع حدیث کے اہل، اور روشن فہم کے مالک ہوں۔ اسی لئے اس فن میں ابن مدینی، احمد بن حنبل، بخاری، یعقوب بن شیبہ، ابو حاتم، ابو زرعہ رازی، ترمذی اور دارقطنی جیسے (ائمہ) کے سوا کوئی گفتگو نہیں کر سکا^(۳)۔

علت کی پہچان کا طریقہ

علل کی پہچان، طرق حدیث جمع کرنے، رواۃ حدیث کے اختلاف اور ان کے ضبط و اتقان پر نظر رکھنے سے ہوتی ہے۔ اس شان کے عالم و عارف کو اللہ تعالیٰ یہ ملکہ عطا فرماتے ہیں کہ وہ پہچان لیتا ہے کہ یہ حدیث معلول ہے۔ وہ اپنے تجربہ اور یقین کی بنا پر حدیث کی عدم صحت کا حکم لگا دیتا ہے یا تردّد کی وجہ سے اس میں توقف اختیار کر لیتا ہے^(۴)۔

محل قادح کے اعتبار سے علت کی اقسام

علت اکثر اسناد میں ہوتی ہے اور کبھی کبھی متن میں پائی جاتی ہے۔ جو علت اسناد میں ہوتی ہے وہ کبھی تو صحت سند و متن دونوں میں اور کبھی خاص صحت سند میں قادح ہوتی ہے^(۵)۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ جب علت اسناد میں واقع ہو تو وہ کبھی قادح ہوتی ہے اور کبھی قادح نہیں ہوتی۔ اور یہی بات علت فی المتن کے بارے میں ہے^(۶)۔ اس لحاظ سے اس کی درج ذیل چھ اقسام بنتی ہیں:

۱- علت اسناد میں واقع ہوگی، اور مطلقاً قادح نہیں ہوگی۔ اس کی مثال ایسی حدیث ہوگی جسے مدلس راوی نے عنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہو۔ ایسی حدیث کی قبولیت سے توقف لازم ہوتا ہے، یعنی ایسی حدیث "متوقف فیہ" ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ حدیث کسی اور طریق سے دستیاب ہو جائے، جس میں سماع کی صراحت پائی جائے تو علت کا غیر قادح ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب اسناد میں اس کے بعض رواۃ پر اختلاف پایا جائے تو بظاہر اس کی قبولیت سے توقف لازم ہوتا ہے، البتہ اگر اہل حدیث کے طریقے کے مطابق، مختلف الاسناد قرآن کے ذریعے سے ان طرق کو جمع کرنا ممکن ہو، تو ایسی علت کا غیر قادح ہونا واضح ہو جاتا ہے^(۷)۔

اس کی مثال صحیح مسلم کی یہ حدیث ہے:

حدثنا محمد ابن مهران الرازی قال نا الولید بن مسلم قال نا الاوزاعی عن قتادة انه كتبت اليه يخبره عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم و ابي بكر و عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم في اول قراءة ولا في آخره^(۸)۔

۲- علت اسناد میں واقع ہوگی اور صرف اسناد میں قادح ہوگی۔

اس کی مثال یہ حدیث ہے:

يعلى بن عبيد عن سفیان الثوري عن عمرو بن دينار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال البيعان بالخيار^(۹)۔

یہ اسناد نقل العدل عن العدل کے ساتھ متصل ہے، حالانکہ یہ مُعَلَّل اور غیر صحیح ہے۔ اور متن بہر حال صحیح ہے۔ راوی (یعنی بن عبید) کے "عن عمرو بن دينار" کہنے کے سبب علت واقع ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ "عن عبد اللہ بن دينار عن ابن عمر" ہے^(۱۰)۔

سفیان ثوری کے شاگرد ائمہ نے اس حدیث کو سفیان سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور یعنی بن عبید نے وہم کے سبب عبد اللہ بن دينار کی بجائے عمرو بن دينار کہہ دیا، حالانکہ یہ دونوں ثقہ ہیں^(۱۱)۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہاں ثقہ راوی، ثقہ راوی سے بدل دیا گیا ہے۔ اس لئے اسے منقلب کی قسم شمار کرنا زیادہ لائق ہے^(۱۲)۔

۳- علت اسناد میں واقع ہوگی اور بیک وقت اسناد اور متن میں قادح ہوگی۔ مثلاً موصول کو مرسل بنا دیا جائے یا مرفوع کو موقوف بنا دیا جائے^(۱۳)۔

۴- علت متن میں واقع ہوگی اور متن و اسناد میں قادح نہیں ہوگی۔ اس کی مثال صحیحین کی بعض احادیث کے بہت سے الفاظ میں اختلاف کا واقع ہونا ہے، جبکہ ان الفاظ مختلفہ کا ایک ہی معنی و مفہوم بن سکتا ہو، تو اس صورت میں علت سے قدرح جاتی رہے گی^(۱۴)۔
یعنی علت، متن اور اسناد دونوں سے جاتی رہے گی۔

۵- علت، متن میں واقع ہوگی اور بیک وقت متن اور سند میں قادح ہوگی۔ اس کی مثال ایسی حدیث بنتی ہے جسے راوی اپنے نقلی معنی کے ساتھ روایت کرے جو (نقلی معنی) درست نہ ہو، اور لفظ حدیث سے مراد اس معنی کے سوا کچھ اور ہو۔ چونکہ اس سے راوی میں قدرح لازم آتی ہے، اس لئے یہ اسناد کو بھی معطل بنا دیتی ہے^(۱۵)۔ جیسا کہ امام ابو موسیٰ محمد بن ثنیٰ (جن کا تعلق قبیلہ عنز سے ہے) نے اس حدیث میں جس میں یہ الفاظ آئے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الی عنزة"۔

اسے عدم فہم کے سبب سے کہا: "نحن قوم لنا شرف نحن من عنزة التي هي قبيلة قد صلی النبی صل اللہ علیہ وسلم إلینا" حالانکہ جس عنزہ کی طرف آپ ﷺ نے منہ کر کے نماز پڑھی تھی، اس سے مراد عصایا حربہ ہے^(۱۶)۔

۶- علت متن میں واقع ہوگی اور سند کے علاوہ متن میں بھی قادح ہوگی۔ (۱۷) اس کی مثال یہ حدیث ہے جسے ولید بن مسلم کی روایت سے صرف امام مسلم نے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

حدثنا محمد ابن مهران الرازی قال نا الولید بن مسلم قال نا الاوزاعی عن قتادة انه كتبت اليه بخبره عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبي صلی اللہ علیہ وسلم و أبي بكر و عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يدكرون بسم الله الرحمن الرحيم في اول قراءة ولا في آخره^(۱۸)۔

محمد بن مهران رازی نے ہمیں حدیث بیان کی، اس نے کہا کہ ہمیں ولید بن مسلم نے حدیث بیان کی، اس نے کہا کہ ہمیں اوزاعی نے قتادہ سے روایت کیا کہ قتادہ نے اوزاعی کو حضرت انس بن مالک کے بارے میں خبر دیتے ہوئے لکھا کہ انس نے اسے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے نبی ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان کے پیچھے نماز

پڑھی، وہ (سبھی نماز کا) آغاز الحمد لله رب العلمین سے کرتے تھے۔ قرأت کے اوّل و آخر میں بسم الله الرحمن الرحیم نہیں ذکر کرتے تھے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد: "الولید بن مسلم عن الاوزاعی قال: أخبرنی إسحاق بن عبدالله بن أبي طلحة" کی سند سے روایت کیا کہ اسحاق نے حضرت انس کو یہ حدیث ذکر کرتے ہوئے سنا^(۱۹)۔

ولید امام مسلم کے شیخ ہیں اور ولید کے شیخ اوزاعی ہیں۔ پہلی سند میں اوزاعی کے شیخ قتادہ ہیں اور دوسری سند میں ان کے شیخ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ ہیں۔ اس حدیث کو تخریج کرنے میں امام مسلم متفرد ہیں۔ اس میں قرأت بسم الله الرحمن الرحیم کی واضح نفی ہے۔ بعض محدثین نے لفظ مذکور (لا یذکرون) کی روایت کو معلّل قرار دیا ہے^(۲۰)۔

حافظ ابن الصلاح کی اس سے مراد امام دارقطنی ہیں، کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی نے اسے غیر محفوظ بتایا ہے^(۲۱)۔ امام دارقطنی شعبہ تک اپنی سند (ذکر کرنے) کے ساتھ یہی حدیث لائے ہیں:

حدثنا شعبة وهمام بن يحيى عن قتادة عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم و أبابكر و عمر رضی الله عنهما لم یكونوا یجھرون بسم الله الرحمن الرحیم^(۲۲)۔

شعبہ اور ہمام بن یحییٰ نے قتادہ سے اور اس نے حضرت انس سے روایت کیا: پیشک رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر بسم الله الرحمن الرحیم اونچی آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو یزید بن ہارون، یحییٰ بن سعید قطان، حسن ابن موسیٰ اشیب، یحییٰ بن سکن، ابو عمرو حوضی اور عمرو بن مرزوق وغیرہم نے "شعبۃ عن قتادة عن انس" سے ان مذکورہ بالا لفظوں کے سوا روایت کیا ہے۔ مذکورہ بالا تمام راویوں نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے:

"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم و أبابكر و عمر و عثمان كانوا یفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمین" اور یہی حدیث امام ابن خزیمہ، امام بیہقی، امام ابویعلیٰ، موصلی اور امام احمد بن حنبل نے بھی تخریج کی ہے^(۲۳)۔

اور "اعمش عن شعبۃ عن قتادة وثابت عن انس" سے اسی طرح کے الفاظ روایت کئے گئے ہیں، اور قتادہ سے اس کے اکثر اصحاب مثلاً ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروبہ، ابان بن یزید عطار، حماد بن سلمہ، حمید طویل، ایوب سختیانی اور سعید بن بشیر وغیرہم نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ معمر اور ہمام نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ لیکن

لفظوں میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت انس سے قتادہ وغیرہ کی روایت کی ہوئی (مذکورہ بالا) حدیث ہی محفوظ ہے (۲۳)۔

یعنی مسلم کی "لا یدکرون" والی حدیث، اور دارقطنی کی "لم یکنونا یجھرون" والی حدیث محفوظ نہیں بلکہ شاذ ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اکثر رواۃ نے اس حدیث میں "بسملہ" کے ذکر کا تعرض کئے بغیر "فکانوا یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العلمین" روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری و امام مسلم اپنی اپنی صحیح میں بالاتفاق یہی الفاظ لائے ہیں (۲۵)۔

نیز صحیح مسلم کی اس حدیث کو معلل قرار دینے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اوزاعی سے روایت لینے والا ولید بن مسلم اگرچہ اپنے شیخ سے سماع کی تصریح بھی کر دیتا ہے پھر بھی تدلیس تسویہ سے کام لیتا ہے (۲۶)۔ چنانچہ حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں: "بینک ولید بن مسلم کی اوزاعی سے روایت کی ہوئی حدیث جسے امام مسلم نے تخریج کیا، معلول ہے، کیونکہ ولید تدلیس تسویہ سے کام لیتا ہے" (۲۷)۔

اور اس حدیث کو معلول کہنے والوں کا خیال ہے کہ جس راوی نے لفظ "لا یدکرون" کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اس نے اسے اس معنی کے ساتھ روایت کیا ہے جو اس کے پیش نظر تھا، لہذا اس راوی نے صحابی کے قول "کانوا لا یستفتحون بالحمد للہ" سے یہ سمجھ لیا کہ وہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اس راوی نے اپنے فہم کے مطابق اسے روایت کر دیا اور خطا کا ارتکاب کیا، کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ سورتوں میں سے جس سورت سے آپ قرأت کا آغاز کیا کرتے تھے، وہ "الفاتحہ" ہوتی تھی۔ اس میں بسم اللہ کے ذکر سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا (۲۸)۔

ان تمام اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ولید کے مدلس ہونے کے سبب یہ حدیث معلول نہیں ہو سکتی، کیونکہ ولید نے اوزاعی سے اپنے سماع کی تصریح کی ہے اور اوزاعی نے بھی یہ وضاحت کی ہے کہ اس نے قتادہ سے سنا تو نہیں، البتہ قتادہ نے اس کی طرف لکھ بھیجا تھا اور قتادہ نے اسے حضرت انس سے سنا تھا (۲۹)۔

اور لکھا ہوا پڑھ کر آگے روایت کرنا امام بخاری سے ثابت ہے۔ جزء القراءۃ للبخاری کے راوی محمود بن اسحاق الخزاعی روایت کرتے ہیں:

حدثنا البخاری قال حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا الأوزاعی قال كتب إلّی قتادة قال: حدثنی أنس یعنی ابن مالک قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و أبی بکر و عمر و عثمان و كانوا یفتتحون بالحمد لله رب العلمین^(۳۰)۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ امام بخاریؒ کے ہاں لکھا ہوا روایت کرنا درست ہے۔

اور امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں یہ حدیث لائے ہیں:

حدثنا أبو المغیرة ثنا الأوزاعی قال كتب إلّی قتادة قال حدثنی أنس بن مالک قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و أبی بکر و عمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمد لله رب العلمین لا یدکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی أول القراءة ولا فی آخره^(۳۱)۔

اور یہ ولید بن مسلم کے لئے طاقتور متابعت ہے۔ ابوالمغیرہ حمص کے ثقات محدثین میں سے ہیں۔ امام بخاری نے اسے قابل حجت سمجھ کر اس سے اپنی صحیح میں حدیث تخریج کی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اس حدیث کو ولید کی تدلیس کے سبب معلول قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے^(۳۲)۔

لیکن اگر حافظ عراقی اس حدیث کو اس سبب سے معلول قرار دیں کہ اوزاعی کے قول "إن قتادة كتب إليه" میں مجاز پایا جاتا ہے، کیونکہ قتادہ مادرزاد نابینا تھے، لکھ نہیں سکتے تھے، اس لئے کسی اور کو اپنی طرف سے لکھنے کا حکم دیا ہو گا، اور یہ غیر شخص ہمارے ہاں مجہول الحال ہے حتیٰ کہ اگر قتادہ کو بھی اس پر اعتماد ہوتا تب بھی یہ اس کی عدالت کے ثبوت کے لئے کافی نہ ہوتا مگر اس شخص کے ہاں جو علی الابھام تزکیہ کو قبول کر لیتا ہو۔ اور یہ (علی الابھام تزکیہ قبول کرنا) حافظ عراقی کے ہاں مرجوح تصور ہوتا ہے، کیونکہ عراقی کے غیر کے ہاں، قادح کے سبب اس کے ضعیف قرار دیئے جانے کا احتمال موجود ہے۔ اب اصل بات اوزاعی کی روایت کی ہے کہ یہ (روایت) ایک مجہول شخص سے ہے جس نے قتادہ کے حکم سے "حضرت انس سے قتادہ کی روایت" اوزاعی کو لکھ کر بھیجی۔ یہ علت تو "تدلیس ولید" سے بھی اشد ہے جس سے سماع ولید کی تصریح اور اصحاب اوزاعی کی طرف سے ولید کی متابعت کے سبب اس (تدلیس ولید) کا خوف جاتا رہا تھا^(۳۳)۔

امام مالک نے مؤطا میں "حمید عن انس" سے روایت کیا اس (انس) نے کہا:

"میں نے ابو بکر، عمر اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی وہ سبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے"^(۳۴)۔

امام سیوطی تنویر الحواکک میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی "کتاب الرواة عن مالک" میں لکھتے ہیں کہ امام مالک کے تمام اصحاب نے ان سے اسے اسی طرح موقوف روایت کیا ہے اور اسی طرح کئی ایک نے "ابن مصعب عن مالک" سے روایت کیا۔ اور اس حدیث کو سلیمان بن عبد الحمید البرانی نے: "عن ابی مصعب عن مالک عن حمید عن انس قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلم یقرأ بسم الله الرحمن الرحیم و صلیت وراء أبی بکر فلم یقرأ بسم الله الرحمن الرحیم و صلیت وراء عمر فلم یقرأ بسم الله الرحمن الرحیم و صلیت وراء عثمان فلم یقرأ بسم الله الرحمن الرحیم" روایت کیا ہے (۳۵)۔

سیوطی مزید لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے کہا کہ اس حدیث کو ابو مصعب سے اس طرح مرفوع روایت کرنے میں سلیمان مفرود ہے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق مؤطا کے جمیع زواہ کے ہاں یہ اس طرح موقوف ہے۔ اس حدیث کو امام مالک سے روایت کرتے ہوئے ایک جماعت نے مرفوع کر دیا، اس میں نبی ﷺ کا ذکر کر دیا حالانکہ یہ (مرفوع ہونا) محفوظ نہیں ہے۔

ولید بن مسلم، ابو قرہ موسیٰ بن طارق اور اسماعیل بن موسیٰ السدسیٰ سب نے "مالک عن حمید عن انس" سے روایت کیا کہ اس (انس) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی، وہ سبھی نماز شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے۔

عبد اللہ بن وہب کے بھتیجے نے اپنے چچا ابن وہب سے اس نے عبید اللہ بن عمر اور مالک بن انس سے، اور سفیان بن عیینہ نے حمید سے اس نے انس سے (یہ) حدیث روایت کی: "أن رسول الله صلی الله علیه وسلم كان لا یجهر بالقراءة بسم الله الرحمن الرحیم" بے شک رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی قرأت اونچی نہیں کیا کرتے تھے۔"

اس حدیث کو حضرت انس سے قتادہ، ثابت بنانی وغیرہما نے روایت کیا۔ سب نے اسے مسند ذکر کرتے ہوئے اس میں نبی ﷺ کا ذکر کیا مگر ان میں اس (حدیث) کے لفظوں کا بہت اضطراب اور متدافع اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس (حدیث) میں بعض کہتے ہیں "کانوا لا یقرءون بسم الله الرحمن الرحیم" اور ان میں سے بعض کہتے ہیں: "کانوا لا یجھرون بسم الله الرحمن الرحیم" اور ان میں سے بعض نے کہا ہے: "کانوا یجھرون بسم الله الرحمن الرحیم" اور ان میں سے بعض نے کہا: "کانوا لا یتروکون بسم الله الرحمن الرحیم" اور ان میں سے بعض نے کہا: "کانوا یفتتحون القراءة بالحمد لله رب العالمین"۔ خطیب نے کہا کہ یہ ایسا اختلاف ہے جس کے ساتھ کسی فقیہ کے لئے حجت قائم نہیں ہو سکتی (۳۶)۔

چونکہ امام مالک نے (حمید سے) روایت کرنے میں حفاظ کی مخالفت کی ہے، اس لئے امام شافعی نے حمید کی روایت کو معطل قرار دے دیا (۳۷)۔

امام شافعی فرماتے ہیں اگر کوئی کہنے والا کہے کہ جو مالک بن انس نے روایت کیا اس نے اسے یاد رکھا، تو اسے جواباً کہا جائے گا کہ سفیان بن عیینہ، فزاری، ثقفی اور سات یا آٹھ اشخاص جن سے میں ملا ہوں، انہوں نے بالاتفاق مالک کی مخالفت کی ہے۔ اور ایک کے مقابلہ میں زیادہ تعداد بہتر یاد رکھ سکتی ہے۔

لہذا امام شافعی نے اپنی روایت کردہ حدیث: "عن سفیان عن ایوب عن قتادة عن أنس قال قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر یفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمین." کی وجہ سے ان حفاظ کی روایت کو راجح قرار دیا (۳۸)۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ام القرآن کے بعد پڑھا جاتا اس سے پہلے اسے پڑھتے تھے، اور یہ معنی نہیں کہ وہ بسم اللہ چھوڑ دیتے تھے (۳۹)۔

امام سیوطی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ قتادہ کے اصحاب کے اس حدیث کو روایت کرنے میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے بسم اللہ کا سقوط لازم آتا ہو، اور یہی الفاظ صحیحین میں متفق علیہ ہیں اور زیادہ تر کی یہی روایت ہے۔ اور حضرت انسؓ سے ثابت بنانی اور اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بھی اسے ایسے ہی روایت کیا۔ اور جو حدیث امام شافعی نے روایت کی ہے یہی حدیث دارقطنی میں واضح الفاظ "فکانوا یستفتحون بأمر القرآن" کے ساتھ روایت کی گئی ہے (۴۰)۔

امام سیوطی لکھتے ہیں:

"ویقولون إن أكثر رواية حمید عن أنس إنما سمعها من قتادة وثابت عن أنس، ویؤید ذلك أن ابن عدی صرح بذكر قتادة بينه ما فی هذا الحدیث۔ فتبین انقطاعها" (۴۱)۔

حافظ ابن عبد البر محدثین کا قول ذکر کرتے ہیں کہ حمید کی حضرت انس سے اکثر روایتیں، قتادہ اور ثابت بنانی کے واسطے سے سنی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابن عدی نے اس حدیث میں حمید اور انس کے درمیان قتادہ کے ذکر کی وضاحت کی ہے، لہذا اس سند کا انقطاع واضح ہو گیا۔

انقطاع کی توضیح

حافظ ابن حجر اس انقطاع کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس (عبارت) سے یہ وہم پڑتا ہے کہ حمید نے حضرت انس سے اصلاً نہیں سنا بلکہ اس سے تدریجاً روایت کیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حمید نے حضرت انس سے یقیناً سنا ہے لیکن اس نے اس حدیث کو "کلہم کان لا یقرآ بسم اللہ الرحمن الرحیم" الفاظ کے ساتھ موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور یہ امام مالک کی روایت میں ہے، جیسا کہ مؤطا کے تمام نسخوں میں موجود ہے۔ بعض نے اس روایت کو حمید کی طرف سے مرفوع روایت کر دیا حالانکہ یہ وہم ہے، جس کی وضاحت دارقطنی نے "غرائب مالک" میں اور ابن عبد البر نے "المہید" میں کی ہے" (۴۲)۔

حافظ ابن عبد البر اس حدیث کو اختلاف الفاظ کے سبب مضطرب قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"بعض راوی "صلیٰ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر" کہتے ہیں، بعض عثمان کا ذکر کرتے ہیں اور بعض ابو بکر و عثمان پر اقتصار کرتے ہیں، اور بعض "فکانوا لایقرؤن بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا ذکر نہیں کرتے۔ اور بعض "فکانوا لایجھرون بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتے ہیں۔ اور بعض "فکانوا یجھرون بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتے ہیں، اور بعض "فکانوا یفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمین" کہتے ہیں اور کچھ "فکانوا یقرؤن بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتے ہیں اور اضطراب قابل حجت نہیں ہو سکتا" (۴۳)۔

حافظ ابن حجر اسے محل نظر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کانوا یقرؤن بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور "کانوا یجھرون" ان دونوں روایتوں میں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہے، کیونکہ خطیب بغدادی نے حدیث انس کے طرق بالاستیعاب ذکر کئے ہیں، اور یہ دونوں لفظ، منقطع اور ابی اسناد سے وارد کئے ہیں" (۴۴)۔

حافظ ابن عبد البر نے جن الفاظ کو متخالف قرار دیا، ان میں سے صرف تین الفاظ: "(۱) لا یجھرون (۲) لایقرؤن (۳) یفتتحون بالحمد لله رب العلمین" قابل ذکر ہیں۔ اور ان الفاظ کو عدم جہر پر محمول کرتے ہوئے ان میں جمع و تطبیق ممکن ہے" (۴۵) کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے:

قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم

"انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا"۔

اس سے متصل مابعد حدیث کی سند امام مسلم یوں ذکر کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن المثني قال نا أبوداؤد قال نا شعبة في هذا الإسناد و زاد قال شعبة: فقلتُ لِقَتَادَةَ أَسْمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ: نَعَمْ، نَحْنُ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ^(۴۶)۔
 شعبہ نے اس سند میں اضافہ کیا، اور شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے کہا: کیا آپ نے حضرت انس سے سنا ہے؟ تو قتادہ نے کہا: ہاں! ہم نے اس بارے میں اُن سے سوال کیا تھا۔
 ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت انسؓ سے جو سوال کیا گیا، وہ عدم سماع قرأت کے بارے میں تھا نہ کہ اس بارے میں کہ کس سورت سے آغاز کیا جائے؟^(۴۷)۔

اور ابو یعلیٰ اپنی مسند میں "أحمد بن إبراهيم الدورقي ثنا أبو داؤد عن شعبة عن قتادة عن أنس قال صليت خلف رسول الله و خلف أبي بكر و خلف عمر و خلف عثمان فلم يكونوا يستفتحون بسم الله الرحمن الرحيم" حدیث لائے ہیں^(۴۸)۔

حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے کہ شعبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہؒ سے کہا: کیا آپ نے انس سے سنا ہے؟ تو قتادہ نے کہا: ہاں! میں نے انس سے سوال کیا تھا^(۴۹)۔

اسی طرح "مستخرج ابی نعیم" میں عمرو بن مرزوقؒ نے شعبہ سے "يستفتحون بالحمد لله رب العلمين" کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس میں "نحن سألناه عن ذلك" کے الفاظ آئے ہیں^(۵۰)۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے سوال کرنے والے قتادہؒ کے علاوہ دوسرے شخص ابو سلمہ ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند^(۵۱) میں اور امام ابن خزیمہ نے شیخین کی شرط پر سند کے ساتھ روایت کیا^(۵۲):

أَنَّ ابا سلمة سأله أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفتتح بالحمد لله رب العلمين أو بيسم الله الرحمن الرحيم فقال: إنك سألتني عن شيء ما أحفظه وما سألتني عنه أحد قبلك^(۵۳)۔

ابو سلمہ نے انس سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ الحمد لله رب العلمين سے افتتاح کیا کرتے تھے یا بسم الله الرحمن الرحيم سے؟ تو حضرت انس نے جواب دیا کہ تو نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو مجھے یاد نہیں اور تجھ سے پہلے اس بارے میں مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا۔

اس سے واضح ہوا کہ قتادہ کا سوال ابو سلمہ کے سوال کے مخالف نہیں ہے۔ ان دونوں سوالوں کے مابین جمع و تطبیق میں یہ کہنا چاہئے کہ ابو سلمہ کا سوال، قتادہ کے سوال سے پہلے کا ہے۔ اس کی دلیل ابو سلمہ کی روایت میں انس کا قول "لم یسألنی عنہ احد قبلک" ہے۔ گویا اس وقت انسؓ کو یاد نہیں تھا، اس لئے آپ نے جواباً "ما احفظہ" کہہ دیا۔ پھر جب اس بارے آپ سے قتادہ نے سوال کیا تو آپ کو وہ (جو یاد نہیں تھا) یاد آ گیا اور اس بارے جو کچھ آپ کو محفوظ تھا آپ نے بیان کر دیا (۵۴)۔

مسلم کی حدیث شاذ نہیں ہے

صحیح مسلم کی حدیث کو شاذ کہنا، جیسا کہ دارقطنی نے ذکر کیا محل نظر ہے۔ کیونکہ اس سے ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دینا لازم ٹھہرتا ہے۔ عدم جہر کی یہ روایت جس کے رواۃ میں قتادہ سے روایت لینے والے شعبہ جیسے محدث ہوں، اس پر شذوذ کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے؟

تطبیق

ان دونوں روایتوں میں یوں تطبیق دی جاسکتی ہے کہ قرأت بسم اللہ کی نفی کو عدم سماع پر محمول کیا جائے تو عدم جہر میں دونوں روایتوں کے مابین مطابقت پیدا ہو جائے گی (۵۶) چنانچہ بہت ساری احادیث سے اس تطبیق کو تقویت ملتی ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "حدثنا وکیع ثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس..... فکانوا لایجھرون بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہمیں وکیع نے شعبہ سے اس نے قتادہ سے اس نے انس سے روایت کیا..... کہ وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً نہیں پڑھا کرتے تھے (۵۷)۔

اسی طرح اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں "غندر عن شعبۃ اور محمد بن جعفر عن شعبۃ" کے طریق سے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں "محمد بن جعفر عن شعبۃ" کے طریق سے تخریج کیا ہے (۵۸)۔

اور محدث ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں یوں روایت کیا:

أخبرنا عمر بن إسماعیل بن أبی غیلان الثقفی والصفوی وغیرہم قالوا حدثنا علی بن الجعد قال أخبرنا شعبۃ و شیبان عن قتادۃ قال سمعت أنس بن مالک قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و أبی بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم فلما سمع أحداً یجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم (۵۹)۔

ان الفاظ کو دارقطنی نے بھی "بغوی عن علی بن الجعد" سے روایت کیا ہے (۶۰)۔

اور صحیح ابن حبان کے مرتب ابن بلبان نے تو اس پر یوں باب باندھا ہے: "ذكر الخبر المدحض قول من زعم أن قتادة لم يسمع هذا الخبر من أنس" (یعنی جو شخص گمان کرتا ہے کہ قتادہ نے انس سے یہ حدیث نہیں سنی، اس کے قول کو باطل قرار دینے والی حدیث کا ذکر) (۲۱)۔

اصحاب قتادہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کو قتادہ سے اسی طرح روایت کیا۔ اور شعبہ کے حفاظ شاگردوں کی ایک جماعت نے اسے شعبہ سے اسی طرح روایت کیا اور کچھ دوسروں نے اس حدیث کو اس سے لفظ افتتاح کے ساتھ روایت کیا ہے، لہذا ظاہر ہوا کہ قتادہ اسے دونوں طریقوں پر روایت کیا کرتے تھے اور ایسا ہی شعبہ کیا کرتے تھے۔ اس پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یونس بن حبیب نے "مسند ابی داؤد الطیالیسی" میں اسے "ابوداؤد عن شعبۃ" سے لفظ افتتاح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ محمد بن ثنیٰ اور یحییٰ بن ابی طالب نے اسے ابوداؤد طیالیسی کے طریق سے "لا یجھرون" لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے (۲۲)۔

هذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

حواشی وحواله جات

- ۱- امام حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، ابو عبداللہ: معرفت علوم الحدیث (تعلیق و تصحیح سید معظم حسین) دار احیاء العلوم، بیروت، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء ص: ۱۱۲۔
- ۲- ایضاً، احمد محمد شاکر، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث، دار الکتب العلمیہ، بیروت، سن ندارد، ص: ۶۵، امام سیوطی، عبدالرحمان بن ابی بکر، جلال الدین، تدریب الراوی شرح التقریب للنووی، مکتبہ علمیہ، مدینہ منورہ، ۱۹۵۹ء / ۱۳۷۷ھ، ص: ۱۶۱۔
- ۳- احمد محمد شاکر: الباعث الحثیث: ص: ۶۵۔
- ۴- ایضاً۔
- ۵- ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمان، مقدمہ ابن الصلاح، فاروقی کتب خانہ، ملتان، سن ندارد، ص: ۴۳۔
- ۶- حافظ ابن حجر عسقلانی احمد بن علی بن حجر، ابو الفضل، شہاب الدین، التکت علی کتاب ابن الصلاح (تحقیق ودراسہ: ڈاکٹر ریح بن ہادی عمیر) جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ، ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۴ھ، ۲ / ۴۶۶۔
- ۷- حافظ ابن حجر عسقلانی، التکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲ / ۴۷۷۔
- ۸- امام مسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، النیشاپوری، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب حجۃ من قال لا ینجھر بالبسملة، حدیث ۲ / ۸۹، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، ۱۹۹۸ء / ۱۴۱۹ھ، ص: ۱۶۹۔
- ۹- حافظ ابن حجر عسقلانی: التکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲ / ۴۷۷۔
- ۱۰- السیوطی، تدریب الراوی، ص: ۱۶۳۔
- ۱۱- ابن الصلاح، مقدمہ ابن الصلاح، ص: ۴۳۔
- ۱۲- حافظ ابن حجر عسقلانی، التکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲ / ۴۷۷۔
- ۱۳- السیوطی، تدریب الراوی، ص: ۱۶۳۔
- ۱۴- حافظ ابن حجر عسقلانی، التکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲ / ۴۸، ۲ / ۴۷۷، امیر صنعانی، محمد بن اسماعیل الحسنی صاحب سبل الاسلام، توفیح الافکار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء، ۲ / ۳۲۔
- ۱۵- ایضاً: ص ۲ / ۴۸، ایضاً ۲ / ۳۲۔
- ۱۶- امیر صنعانی، توفیح الافکار، ۲ / ۴۲۱۔
- ۱۷- ایضاً: ۲ / ۳۳۔
- ۱۸- امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب حجۃ من قال لا ینجھر بالبسملة، حدیث: ۸۹۲، ص: ۱۶۹۔
- ۱۹- ایضاً، حدیث ۸۹۳: ص: ۱۷۰۔

- ٢٠- ابن الصلاح، مقدمة ابن الصلاح، ص: ٣٣-
- ٢١- حافظ ابن حجر عسقلاني، النكت على كتاب ابن الصلاح، ٢/٤٦٦-
- ٢٢- امام دارقطني، علي بن عمر، ابوالحسن: سنن الدارقطني، كتاب الصلاة، باب ذكر اختلاف الرواية في الجهر بسم الله الرحمن الرحيم، حديث: ٦، نشر السنة، ملتان، سن نداد: ص: ٣١٦/١-
- ٢٣- امام دارقطني، سنن الدارقطني، ص: ١/١٦، امام ابن خزيمة، محمد بن اسحاق، ابو بكر، صحيح ابن خزيمة المكتبة الاسلامي، بيروت، ١٩٤١ء، ص: ١/٢٢٨، امام بيهقي، احمد بن حسين بن علي، ابو بكر، معرفة السنن والآثار عن الامام الشافعي، دارالكتب العلمية، بيروت، ١٣١٢هـ/١٩٩١ء، ١/٥٢٣، امام ابويعلی، احمد بن علي بن ثني، الموصلی، مسند ابی یعلی (تعلیق و تخریج: حسین سلیم اسد)، دارالمأمون للتراث، دمشق، ١٣٠٥هـ/١٩٨٥ء، ٥/٣٣، امام احمد بن حنبل، المسند، المكتبة الاسلامي، بيروت، ١٣٨٩هـ/١٩٦٩ء، ٣/٢٠٣-
- ٢٤- امام دارقطني، سنن دارقطني، ١/٣١٦-
- ٢٥- امام بخاري، صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، حديث ٤٣٣، ص: ١٢١، امام مسلم: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب حجة من قال..... الخ، حديث ١٩٢: ص ٩٣١؛ باب ما يجمع صفة الصلاة، حديث ١١١٠، ص: ٢٠٣-
- ٢٦- السيوطي: تدریب الراوی: ص ١٦٥-
- ٢٧- زين الدين عراقی، عبد الرحيم بن حسين، الحافظ: التقييد والايضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: مكتبة سلفية، مدينة منوره: الطبعة الاولى ١٣٨٩هـ/٩٩٩١ء: ص: ١٢٠-
- ٢٨- حافظ ابن الصلاح: مقدمة ابن الصلاح: ص: ٣٣-
- ٢٩- حافظ ابن حجر عسقلاني: النكت على كتاب ابن الصلاح، ٢/٤٥٣، ٤٥٣-
- ٣٠- امام بخاري، محمد بن اسماعيل، ابو عبد الله: جزء القراءة خلف الامام، مطبع علمي، دبلی: سن نداد، ص ١٦-
- ٣١- امام احمد بن حنبل، المسند، ٣/٢٢٣، ٢٢٣-
- ٣٢- حافظ ابن حجر عسقلاني: النكت على كتاب ابن الصلاح، ٢/٤٥٥-
- ٣٣- ايضاً، ٢/٤٥٦، ٤٥٥-
- ٣٤- امام مالك، مالك بن انس الاصمعي: الموطأ (مع تنوير الحواك)، مكتبة مصطفی الجلي واولاده بمصر: ١٣٤٠هـ/١٩٥١ء: ص: ٨٠-
- ٣٥- السيوطي، عبد الرحمان بن ابی بكر، جلال الدين، الشافعي: تنوير الحواك (ذيل الموطأ لمالك): مكتبة مصطفی الجلي واولاده بمصر: ١٣٤٠هـ/١٩٥١ء: ص: ٨٠-
- ٣٦- ايضاً؛ ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله، ابو عمر الاندلسي: التمهيد لما في الموطأ من المعاني والاسانيد: المكتبة التجارية، مكة المكرمة، ٢/٢٥٠-
- ٣٧- السيوطي: تدریب الراوی: ص: ١٦٥-
- ٣٨- السيوطي: تدریب الراوی: ص ٣٦١؛ امام بيهقي: معرفة السنن والآثار عن الشافعي، ١/٥٢٣-

- ۳۹۔ ایضاً۔
- ۴۰۔ ایضاً: ص: ۱۶۵۔
- ۴۱۔ ایضاً: ص: ۱۶۴۔
- ۴۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲/ ۷۵۸؛ حافظ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، ابو عمر، القرطبی: التہدید لما فی الموطن من المعانی والاسانید: المکتبۃ القدوسیہ، لاہور: ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء، ۲/ ۲۲۸-۲۰۳۔
- ۴۳۔ حافظ ابن عبد البر: التہدید، ۲/ ۲۲۹، ۲۲۸۔
- ۴۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲/ ۷۵۳۔
- ۴۵۔ ایضاً۔
- ۴۶۔ امام مسلم: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، حدیث ۸۹۱: ص: ۱۶۹۔
- ۴۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲/ ۷۶۰۔
- ۴۸۔ ابو یعلیٰ موصلی: مسند ابی یعلیٰ، ۶/ ۱۸۔
- ۴۹۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲/ ۷۶۱، ۷۶۰۔
- ۵۰۔ ایضاً، ۲/ ۷۶۰، ۷۶۱۔
- ۵۱۔ امام احمد بن حنبل: المسند، ۳/ ۱۹۰۔
- ۵۲۔ یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ میں نہیں مل سکی۔
- ۵۳۔ السیوطی: تدریب الراوی: ص: ۱۶۵۔
- ۵۴۔ ایضاً: امام بیہقی: معرفۃ السنن والآثار عن الشافعی، ۱/ ۵۲۴۔
- ۵۵۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲/ ۷۶۲۔
- ۵۶۔ ایضاً، ۲/ ۷۶۶۔
- ۵۷۔ امام احمد بن حنبل: المسند، ۳/ ۱۷۹۔
- ۵۸۔ امام مسلم: صحیح مسلم: حدیث نمبر ۸۹۰: ص: ۱۶۹، امام ابن خزیمہ: صحیح ابن خزیمہ، ۱/ ۲۴۹۔
- ۵۹۔ الامیر الفارسی، علی بن بلبان: الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: مکتبۃ الاثریہ، سانگلہ ہل، پاکستان: سن ندارد، ۴/ ۱۴۴۔
- ۶۰۔ امام دارقطنی: سنن الدار قطنی، ۱/ ۳۱۴۔
- ۶۱۔ ابن حبان: الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ۴/ ۱۴۴۔
- ۶۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۲/ ۸۶۷؛ الطیالسی، سلیمان بن داؤد بن الجارود، الفارسی: مسند ابی داؤد الطیالسی: مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد، دکن: الطبعة الاولى ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء: ص: ۲۶۶۔